انتخاب

دین و دنیا کی وحدت

(قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ اگست ۱۹۶۴ع کے شمارے میں ہم نے "صدق جدید" لکھنو کا ایک ادارتی شذرہ نقل کیا تھا اور اس سلسلے میں اپنی گزارشات پیش کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ "دور حاضر دین و دنیا کی تفریق کے ہاتھوں نالاں ہے" "صدق جدید" کے فاضل مدیر نے ہمارے اس ایک جملے پر تبصرہ کرتے ہوئے ۱۸ ستمبر ۱۹۶۴ع کی اشاعت میں ارشاد فرمایا کہ

'دین و دنیا کو ایک سمجھ لینے' ان میں غیریت نہ کرنے اور ان کی عینیت کے قائل ہوجانے کا دعوٰی اس درجہ عجیب و غریب اور عقل و نقل سے اتنا بعید ہے کہ اپنی آنکھوں پر یقین کرتے نہیں بنتا ۔ اگر دین و دنیا میں کوئی دوئی، کوئی تفریق نہیں تو یہ قرآن مجید کی ایک دو آیتوں میں نہیں، بیسیوں بلکہ پچاسوں موقعوں پر جو تقابل دنیا (العاجلہ) اور الاخرۃ میں کیا گیا ہے، یہ آخر کیا ہے؟ اور فارسی' عربی کو چھوڑئیے ۔ دنیا کی کس زبان کے لغت میں دنیا کے معنی آخرت اور آخرت کے معنی دنیا درج ہوئے ہیں؟ دنیا اور آخرت کے دو مقابل و متقابل چیزوں کے ہونے کا دعوی تو آج کیا ملحد اور کیا مومن' کیا مشرقی اور کیا مغربی سب ہی کرتے ہیں — عجیب ہوگا جو کوئی بچہ بھی اس دوئی سے؛ تغائر سے انکار کرے ۔ چہ جائیکہ ایک علمی و تحقیقی ماہنامہ!"

تغائر و تضاد کی حقیقت کو تو جناب ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب اپنے اس مقالے میں واضح فرما چکے ہیں جو اس ماہنامہ کے گذشتہ شمارے میں

' محترم دریا بادی کے نام ' کے عنوان سے شائع ہوچکا ہے ۔ دین و دنیا کی تفریق کے ہاتھوں نالاں ہونے کی طرف راقم الحروف نے تو محض اشارہ ہی کیا تھا جس پر مدیر ''صدق جدید'' کے دربار سے مندرجہ بالا سند اسے حاصل ہوئی ۔ اب رسالہ '' خاتون پاکستان '' کے رسول نمبر میں علامہ سید سلیمان ندوی رح کی ایک تحریر ''رسول وحدت'' کے عنوان سے شائع ہوئی ہے جس کا ایک ذیلی عنوان ہے '' دین و دنیا کی وحدت ''۔

قارئین کرام کی خدمت میں '' مکتوبات سلیمانی '' کے مرتب و مکتوب الیہ کی مندرجہ بالا تحریر کے ساتھ ہی ساتھ یہ اقتباس بھی پیش کیا جا رہا ہے اس لئے کہ **انہ من سلیمان!** مدیر)

ان عظیم الشان غلطیوں میں سے جن میں لوگ ہمیشہ سے مبتلا تھے ایک یہ تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ دین اور دنیا دو مختلف چیزیں ہیں ' دونوں کا دائرہ الگ الگ ہے - جو دین کو اختیار کرتا ہے وہ دنیا سے علیحدہ ہوجاتا ہے ۔ اور جو دنیا و زخارف دنیا پر نظر ڈالتا ہے اس کے ہاتھ سے دین کا دامن چھوٹ جاتا ہے ۔ اس خیال نے اگرچہ ایران، ہندوستان، چین اور دیگر ممالک مشرقیہ میں عملی شکل اختیار کرلی تھی اور راہبان صومعہ نشین و بادشاہان لشکر شکن کے حدود زندگی اور دائرہ عمل میں ایسی حد فاصل قائم کردی تھی کہ دونوں کا اجتماع و تعاون تقریباً ناممکن ہوگیا تھا۔ تاہم اس سلسلہ میں زیادہ قابل توجہ وہ قومیں تھیں جو اپنے کو صحائف آسمانی کا پیرو اور سفیران الہی کا مخاطب اول سمجھتی تھیں- ہندو ، بودھ' کنفیوشی اور زرتشتی نقطہ ہائے نظر سے زیادہ قابل غور وہ تخیل تھا جس میں انسانوں کی تقسیمیں کردی گئی تھیں کہ ان میں کچھ دین کے کارکن تھے اور کچھ دنیا کے- ہندوؤں میں خلقۃً برہمن دین کے لئے 'راجپوت بادشاہی کے لئے' ویش بیوپار اور کاشت کاری کے لئے اور شودر محنت و مزدوری کے لئے تھے اور ان کی عمروں کی بھی تقسیمیں کردی گئی تھیں کہ تیس برس تعلیم کے' تیس برس دنیا کمانے کے ، اور تیس برس عبادت کے ۔ بودھوں میں بھکشو الگ کردیئے گئے تھے جن کا کام صرف دھرم سیوا تھا اور دنیا دار الگ تھے جو دنیا کا کاروبار کرتے تھے اور جن پر بھکشوؤں کے تمام اخراجات کا بار تھا۔

یہودیوں میں لاوی دین کے کاہن تھے ۔ وہ دنیا کے کاموں سے الگ رکھے گئے تھے ۔ وہ خاندانی ترکہ و وراثت سے بھی محروم تھے کہ یہ دنیا کی

چیزیں تھیں اور باقی لوگ دنیا دار تھے - عیسائیوں نے اس امتیاز اور تفریق کی دیوار کو اور زیادہ بلند کردیا تھا - انہوں نے تو خدا اور قیصر اپنے دو حکمران فرض کئے تھے اور یہ تعلیم پائی تھی کہ جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو اور جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو -

یہود و نصاری نے اس غلط خیال کے مطابق اپنے کو ڈھالنے کی جس طرح کوشش کی، اس کی عملی شکل دو متضاد طریقوں سے ظاہر ہوئی یعنی یہود نے عقبیٰ کا حاصل دنیا کو سمجھا - یہود کی حکومت و سلطنت، مال و دولت اور تمام سودی کاروبار کا مبنی صرف یہ خیال تھا کہ انسان کے اعمال و افعال کا مرجع دنیا ہے - اس لئے انہوں نے دین کو بالائے طاق رکھکر اپنی توجہ تمام تر دنیاوی چیزوں تک محدود رکھی اور ہر ایک کا معاوضہ اسی دنیا کی نعمت کو سمجھا - اور اس لئے ان میں ایک بڑا فرقہ وہ تھا جو صرف دنیاوی انعامات پر اعتقاد رکھتا تھا اور آخرت کا قطعاً منکر تھا - بخلاف اس کے اگلے نصاری نے زخارف دنیوی کو ہاتھ نہیں لگایا وہ ہر نعمت کو آسمانی بادشاہت میں تلاش کرتے رہے، اس لئے راہبانہ طریق زندگی اور زاہدانہ طرز معیشت اختیار کیا -

لیکن پیغمبر اسلام علیہ السلام کے ذریعہ سے جب اسلام آیا تو اس نے دنیا کی اس قدیم غلط فہمی کو دور کیا، اور بتایا کہ دونوں چیزیں دو نہیں، بلکہ ایک ہیں - دین دنیا ہے اور دنیا دین ہے - دین میں جب خواہشات نفسانی شامل ہوں تو دنیا ہوجاتا ہے اور دنیا میں احکام الٰہی کا تتبع پیش نظر ہو تو دین ہوجاتی ہے- اس طرح جو چیز ان دونوں کے درمیان حد فاصل قائم کرتی ہے، وہ انسان کا نقطۂ نظر ہے- اگر وہ صحیح ہو تو پھر یہ حد ہوی قائم کرتی ہے، اور دونوں چیزیں ایک ہوجاتی ہیں - وہی حکومت و سلطنت جس کو دنیا سمجھا جاتا ہے اگر وہ خدا کی مرضی کے لئے کی جائے تو دین ہوجاتی ہے - مال و دولت جمع کرنا دنیا ہے لیکن اگر احکام الٰہی کے تحت میں اس سے حق والوں کی خدمت پیش نظر ہو تو دین ہوجاتا ہے، خودکشی دنیا ہے، لیکن اگر احکام خداوندی کی تعمیل میں کوئی اپنی جان فدا کرے تو شہادت کی شکل پاکر دین ہوجاتی ہے -

پیغمبر اسلام فداہ ابی و امی نے عملی شکل میں ہم کو یہ صورت بتلائی آپ کی نماز، روزہ، حج، زکواۃ، قیام لیل، عبادت شبانہ، تلاوت قرآن، تبلیغ احکام، غزوات و فتوحات، سہمات سلطنت کی مصروفیت، غرض آپ کی سیرت کا ایک ایک واقعہ دین بھی تھا اور دنیا بھی - عین اس وقت جب آپ پر سکندر و قیصر ہولے کا دھوکا ہوتا تھا آپ سفیر الٰہی اور فرشتہ یزدانی نظر آتے تھے آپ کے بعد آپ کے خلفا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم نے بھی اس نکتہ کو واضح کیا اور ان کے تمام زرین کارناموں کے اندر وہی روح نظر آئی جو دین اور دنیا کی ترکیب و امتزاج سے پیدا ہوئی تھی اور جو قرآن پاک کے منشا کے عین مطابق تھی - قرآن مجید نے متعدد آیتوں میں انسانی اعمال کی جزاء کو دنیا اور دین دونوں سے متعلق فرمایا ہے یعنی یہ بتایا ہے کہ انسان کو نیکی یا بدی کا پھل دنیا میں بھی ملتا ہے اور عقبیٰ میں بھی ملے گا- یہ نکتہ صحابہ کرام کے بعد عرصہ تک مسلمانوں کے پیش نظر رہا اور جب تک وہ اسے سمجھتے رہے ان کے تمام اعمال و افعال میں تکمیلی رنگ نمایاں رہا - ان کی دنیا عین دین رہی اور دین عین دنیا -

لیکن جب سے اس نقطہ نظر میں تبدیلی واقع ہوئی، ان کے کام ابتر ہوگئے اور ان میں اسلام کے بجائے یہودیت اور نصرانیت کا رنگ جھلکنے لگا - ان میں اہل کتاب کی طرح دین اور دنیا دو مستقل اور جداگانہ چیزیں قرار پائیں - بعض علانیہ دنیا کو اختیار کر کے دین سے غافل ہوگئے - اور یہود کے خیال کو زندہ کردیا اور بعض نے ترک دنیا کر کے گوشہ نشینی کو ترجیح دی اور عیسائیوں کی راہبانہ زندگی کی یاد تازہ کردی - اس کی ایک محسوس اور بین مثال خلافت کے حدود میں ملتی ہے - پہلے خیال کے تسلط کے زمانے میں خلیفہ دینی مقتدر اور دنیاوی سردار کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا تھا، لیکن جب دوسرا خیال مستولی ہوا تو ملوکیت اور پاپائیت کی صورت پیدا ہوگئی یعنی مذہبی پیشوا الگ ہوگئے اور دنیاوی حکومت سلاطین کے قبضہ و اقتدار میں چلی گئی - اس تفریق نے مسلمانوں کی قومی قوت کو اور اجتماعی شیرازہ کو جس طرح توڑا اور منتشر کیا، اس کے شواہد تاریخی دفتر سے باہر ان کی موجودہ حالت کے اندر آج بھی ملتے ہیں، جن کو فلسفہ تاریخ کے ماہروں کے علاوہ

امراض قومی کا ہر نبض شناس آج بھی سمجھ سکتا ہے ۔ اور جب کہ ہم اپنی موجودہ ابتری و پستی کا احساس کر کے اس مرکزی خیال کی طرف عود کریں جو ہماری ترقی ، سر بلندی اور تفوق کا ضامن تھا جس کے اندر اسلام کی روح جلوہ گر تھی اور جو یہودیت و عیسائیت سے بالکل علیحدہ تھا ۔

آج مسلمان قومیں یا تو یہودی تخیل کا شکار ہیں یا عیسوی تخیل کا ۔ محمدی دعوت آج اکثر ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے ، آج منبر اور تخت دو سمجھے جاتے ہیں اور سپہ سالار اور امام نماز دو گروہ ٹھہرائے جاتے ہیں حالانکہ ہمارا منبر اور تخت ایک تھا اور ہمارے سپہ سالار ہی ہماری نماز کے امام ہوتے تھے ۔

مسلمانوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی اس تعلیم کو ایک مدت سے فراموش کردیا ہے ۔ انہوں نے دین و دنیا کے حدود مقرر کرائے ہیں اور خدا اور قیصر دو شہنشاہوں کی رعایا بن گئے ہیں ۔ وہ سلطنت و حکومت اور تجارت و کسب زر اور تعلیم ہنر کو دنیا کا کام اور صرف نماز و روزہ اور تسبیح و وظیفہ خوانی کو دین کا کام سمجھتے ہیں ۔ حالانکہ حسن نیت ہو تو ہر دنیاوی جدوجہد ، ہر سیاسی سعی و فکر ، ہر تعلیمی عمل و خدمت ، ہر تجارتی شغل و کاروبار ، ہر صنعتی ترقی و اقدام ، ہر ایجاد و اختراع سراسر دین ہے اور حسن نیت نہ ہو تو رات بھر کی نماز اور دن بھر کا روزہ بھی دنیا ہے ۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے جس مذہب کو پیش کیا ہے اس میں دین و دنیا کی تفریق اگر کسی معنی میں ہے بھی تو کاموں کے امتیاز کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ دلوں کی نیتوں کے فرق کی وجہ سے ہے اور یہی وہ راز ہے جس کی بنا پر اسلام جب دین بن کر آیا تو ساتھ ہی ساتھ سلطنت و حکومت کا پیام بھی لایا۔ بودھ مذہب میں دین الگ سے آیا اور دنیا الگ سے ۔ بنی اسرائیل کو دین ملنے کے چار برس کے بعد سلطنت ملی ۔ عیسائیت کو حضرت عیسیٰ کے صدیوں بعد تخت کا منہ دیکھنا نصیب ہوا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مدینہ منورہ میں اپنے دین کا منبر نصب فرمایا اسی وقت دنیا کا تخت بھی بچھ گیا اور اسی وقت عظیم الشان و روحانی تجارتی و سیاسی، علمی

و تعلیمی غرض تمدن و تہذیب کے تمام شعبے اپنی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے- تیس برس کے اندر اندر خلیج فارس سے لے کر بحر ظلمات تک دین و اخلاق ، علم و عمل ، عدل و انصاف ، اخوت و مساوات اور تہذیب و تمدن کی ایک نئی دنیا پیدا ہو گئی - اہل اسلام و اہل کتاب کی مشترکہ و متحدہ قومیت نے انسانی اخوت کی ایسی نظیر پیش کی جس کی مثال دنیا نے نہیں دیکھی تھی اور عرب و عجم ، ترک و چین ، ہند و روم اور بربرو حبش نے مل کر اسلام کے علم اتحاد کے زیر سایہ ایسی اخوت عامہ کی بنیاد ڈال دی جس کے مناظر اس دور ترقی میں بھی نظر نہیں آسکتے -

اس تھوڑی سی مدت میں انقلاب کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ دین و دنیا کے کاموں کی تفریق کی دیوار اس نے ڈھادی تھی - رہبانیت اور گوشہ نشینی کا نام اس نے عبادت نہیں رکھا تھا بلکہ ملکوں کے فتوحات ہوں ، مدرسوں کی تاسیس ہو، تجارت کے بری و بحری سفر ہوں ، جنگی مشاغل ہوں ، یا امن و صلح کی کوششیں ہوں ، حصول رزق اور کسب دولت کی صحیح مساعی ہوں یا غریبوں ، بےکسوں اور مسافروں کی امداد کے کام ہوں ، آل و اولاد اور زن و فرزند کی مخلصانہ خواہشیں ہوں یا خدا کے لئے تن تنہا جدوجہد اور جہاد ہو — ان میں سے ہر کام محمد رسول اللہ کے مذہب میں دین تھا - اس لئے ایک مسلمان کی زندگی کا ہر شعبہ ، ہر سعی و محنت اور جدوجہد جو خدا کی مرضی کے حصول کی خاطر ہو سراسر دین ہے -

مسلمانوں کی گذشتہ تباہی و بربادی کا اصل سبب یہی ہوا کہ انہوں نے دین و دنیا کی اس وحدت کے نکتہ کو فراموش کردیا - بادشاہ دنیاوی کاروبار کا اور شیخ الاسلام دینی معاملات کا ذمہ دار بنا - اور عیسائیوں کی طرح دین الگ دنیا الگ ، قیصر الگ اور خدا الگ قرار دے دیا گیا - دینی کاموں کی فہرست الگ بنائی گئی اور دنیاوی کاموں کی فہرست الگ تیار کی گئی - کچھ لوگوں نے اپنے کو خانقاہوں ، مسجدوں اور حجروں میں بند کر کے اپنے کو دین کا خادم کہلایا - اور کچھ لوگوں نے دنیا کے بازاروں اور جدوجہد کی صفوں میں پہنچ کر اپنے کو دنیا دار قرار دیا - نتیجہ یہ ہوا کہ

اهل دین ہونے کے مدعی دنیا کے کاموں کے لائق نہ رہے اور کھلم کھلا اہل دنیا کہلانے والے خدا کے خوف و خشیت کو بھلا اور اس کی رضا کی دولت کو کھو بیٹھے۔

اب امت محمدیہ علی صاحبہاالصلواۃ پر فرض ہے کہ وہ دین و دنیا کی وحدت کے اس راز کو سمجھے اور اپنی نجات و فلاح کی تدبیر اسی وحدت کے اندر تلاش کرے۔ وہ بازاروں میں خدا کے لئے دولت پیدا کرے۔ لڑائیوں میں خدا کے لئے اپنی جانیں فدا کرے مفید و نافع علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرے۔ تجربہ گاہوں میں خدا کے لئے ایجاد و اختراع کرے - دنیا کے ساتھ دین کی دولت بھی حاصل کرے اور زمین کی حکومت اور آسمان کی بادشاہی دونوں کو ایک دوسرے کا سایہ سمجھے۔

انتخاب از : ”رسول وحدت“ ــــ علامہ سید سلیمان ندوی رح
به شکریہ ماہنامہ ”خاتون پاکستان“ کراچی ' ۱۹۶۴ء (رسول نمبر)